سالانہ جلسہ کی تقریب اور جماعت احمدیہ کے فرائض

(فرمودہ ۱۸/ نومبر ۱۹۲۷ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے ۱۹۲۷ء اپنے اختتام کو پہنچنے والا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ جلسہ بھی قریب ہی زمانہ میں آنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جلسہ کو جو برکات عطا فرمائی ہیں اور جس طرح اپنی رحمتیں اس موقع پر نازل کرتا چلا آیا ہے۔ اور جس شفقت اور ذرہ نوازی سے جماعت کے کاموں کو نوازتا آیا ہے۔ اور اپنی رحمتیں اور برکتیں اس موقع پر نازل کرتا ہے۔ ان کو دیکھتے ہوئے ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ اگر ہم شکر گزاری سے کام لیتے ہوئے جلسہ کے لئے تیاری کریں گے تو ضرور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پہلے سالوں سے بھی زیادہ برکتیں نازل کرے گا۔ خدا تعالیٰ کے خزانے نہ صرف کبھی نہ ختم ہونے والے ہیں بلکہ وہ ہمیشہ اپنے خزانوں کے منہ پہلے سے زیادہ کھولتا ہے۔ کیونکہ اس کے فضل بڑھنے والے اور اس کی رحمتیں ترقی کرنے والی ہوتی ہیں۔ وہ اسے بھی اپنی ہتک سمجھتا ہے کہ پہلے جو دیا ہو وہی دوبارہ دے۔ بلکہ ہمیشہ پہلے سے زیادہ دینا چاہتا ہے۔ لیکن انسان کی اپنی حالت اور وہ قبولیت کا مادہ جو اس کے اندر پایا جاتا ہے وہ خدا کے فضل کے وسیع یا محدود ہونے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ پس ہماری جماعت کو اللہ کے اس فضل سے خصوصیت کے ساتھ حصہ لینے کے لئے تیاری کرنی چاہئے۔ اس سال کو خدا تعالیٰ نے ایک خاص خصوصیت دی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت سلسلہ کی طرف جو کئی ایک اعتراض منسوب کئے جاتے تھے وہ بہت سے لوگوں کے دلوں سے دور ہو گئے ہیں۔ مثلاً ہماری جماعت کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی سے عاری ہے۔

مسلمانوں کے فوائد کی طرف اسے کوئی توجہ نہیں۔ یہ عام مسلمانوں کی دشمن اور بدخواہ ہے۔ اللہ تعالٰی نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ تعلیم یافتہ لوگوں اور بہت سے عوام کے دلوں سے یہ خیال دور ہو رہا ہے۔ اور بہت سے لوگ سمجھ گئے ہیں کہ ہمیں جماعت احمدیہ کے متعلق دھوکا دیا جارہا تھا اور فریب سے اس جماعت سے علیحدہ رکھا جارہا تھا۔ ورنہ اسلام کی خدمت کرنے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے میں جیسی یہ جماعت سرگرمی دکھاتی ہے اور کوئی نہیں دکھاتی۔ مذہبی اختلاف اور عقائد میں فرق علیحدہ بات ہے۔ لیکن اس میں کیا شبہ ہے کہ ہماری جماعت دنیا کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے اور جس طرح یہ جماعت دنیا کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے اسی طرح جو لوگ اس کے سب سے زیادہ قریب اور نزدیک ہوں گے ان کو وہ زیادہ فائدہ پہنچائے گی۔ ورنہ اگر ایسی جماعت قریبی لوگوں کی خیر خواہ نہ ہو بلکہ ان کی دشمن ہو تو وہ اپنے عمل سے اپنے اس دعویٰ کو باطل قرار دے گی جو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالٰی کی طرف سے جو جماعتیں کھڑی کی جاتی ہیں وہ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ[1] یعنی لوگوں کی ترقی اور فائدہ کے لئے پیدا کی جاتی ہیں۔ اور فائدہ سب سے پہلے قریب والوں کو پہنچتا ہے۔ پس وہ لوگ جو رسول کریم ﷺ کی صداقت پر ایمان لائے۔ قرآن کریم کے خدا کی طرف سے نازل ہونے پر ایمان لائے خدا تعالٰی کی ان صفات پر جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں ایمان رکھنے میں ہمارے ساتھ شریک ہیں یا ان کے بیشتر حصہ پر ایمان لانے میں شریک ہیں۔ جو جزا و سزا جنت و دوزخ پر ایمان لاتے ہیں جو لوگ اتنے مسائل میں ہمارے ساتھ متفق ہیں اگر ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ہماری جماعت ایک مامور کی کھڑی کی ہوئی جماعت ہے۔ تو دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری جماعت دنیا کی ترقی اور بہتری کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ اس دعویٰ کے بعد ہم پر سب سے پہلا حق ان لوگوں کا ہے جن کا مذہبی مسائل میں ہم سے سب سے زیادہ اتحاد ہے۔ پس اگر یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کے دکھ کو ہم اپنا دکھ نہیں سمجھتے بلکہ خوشی ہوتی ہے۔ ان کی تکلیف میں ہم شریک نہیں ہوتے تو یقیناً ہم اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ مگر یہ ممکن ہی نہیں کہ باوجود مذہبی مسائل میں شدید اختلاف رکھنے کے ہم مسلمانوں کے دشمن ہوں۔ یہ تو مذہبی پہلو ہوا۔ باقی رہا سیاسی پہلو اس کے لحاظ سے بھی ہم ان کے دشمن نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ اس لئے جو قانون مسلمانوں کے خلاف پاس ہو گا اس میں ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہوں گے اور اس کا اثر ہم پر بھی پڑے گا۔ پھر کس طرح ہم کوئی ایسی بات کہہ سکتے ہیں جو مسلمانوں کے لئے مضر ہو۔ کیونکہ جو بات ان کے لئے مضر ہو گی وہ ہمارے لئے بھی یقیناً مضر ہے۔ اسی

طرح دوسرے مذاہب کے لوگ جو سلوک مسلمانوں سے کرتے ہیں وہی احمدیوں سے بھی کرتے ہیں۔ بلکہ دوسروں سے وہ نرمی سے پیش آتے ہیں۔ مگر ہم سے بہت سختی کرتے ہیں کیونکہ قلیل التعداد سمجھتے ہیں۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ ہم مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی کوئی بات کریں۔ اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ ہم اپنے آپ کو آپ نقصان پہنچائیں اور اپنے آپ کو کمزور کریں۔ پس مذہبی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بات ہمارے فرائض میں داخل ہے کہ مسلمانوں کی بہتری کو سب سے مقدم رکھیں اور سب سے زیادہ توجہ انہی کی طرف کریں۔ کیونکہ وہی سب سے زیادہ ہمارے قریب ہیں۔ اور اگر سیاسی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو ہم مسلمانوں کے ساتھ ایسے متحد ہیں کہ ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں۔ جو ان کا حال ہو گا وہی ہمارا ہو گا۔ بلکہ جو تکلیف انہیں پہنچے ہمیں ان سے بڑھ کر پہنچتی ہے۔ پس سیاسی ضروریات بھی ہمیں مجبور کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کے متعلق زیادہ کوشش اور سعی کریں تاکہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔ ہاں کسی امر کے متعلق رائے میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ کوئی اور سمجھیں اور وہ کوئی اور مثلاً ہم مسلمانوں کی ترقی گورنمنٹ سے تعاون کرنے میں سمجھتے ہیں۔ اور وہ عدم تعاون کے قائل ہوں۔ جو عدم تعاون کے قائل ہیں انہیں ہم کہیں گے کہ غلطی کر رہے ہیں مگر وہ اپنے خیال میں یہ طریق اسلام کے فائدہ اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے اختیار کر رہے ہوں گے۔ اسی طرح اگر کوئی ہمارے متعلق یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے گورنمنٹ سے تعاون کرتے ہیں تو یہ اس کی بے وقوفی ہے۔

ہمارا مذہبی عقیدہ ہے کہ کسی حکومت سے بہترین طریق فائدہ اٹھانے کا یہ ہے کہ اس سے تعاون کیا جائے یا پھر اس کا ملک چھوڑ دیا جائے۔ اور سیاسی عقیدہ بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کو گورنمنٹ کے ساتھ تعاون سے ہی فائدہ ہو گا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ گورنمنٹ ہماری خیر خواہ نہیں۔ ہماری ضروریات کو پورا نہیں کرتی۔ لیکن جب گورنمنٹ غیر مسلم ہے مسلمان نہیں تو وہ مسلمانوں کے فوائد کا اس طرح خیال کیونکر رکھ سکتی ہے جس طرح مسلمانوں کو اپنے فوائد کے متعلق ہو سکتا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے کون زیادہ مفید ہے ہندو یا گورنمنٹ۔ وہ لوگ جو گورنمنٹ سے عدم تعاون کرتے اور ہندوؤں اور سکھوں سے تعاون کرتے ہیں ان کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ ہندوؤں کو کون سے ہمارے فوائد مد نظر ہیں۔ انہیں بھی اپنے ہی فوائد کا خیال ہے۔ اسی طرح سکھوں کو کون سے ہمارے فوائد کا خیال ہے۔ وہ بھی اپنے فوائد ہی چاہتے ہیں۔ ان

حالات میں دیکھنا یہ چاہئے کہ مختلف لوگوں میں سے کون سے لوگ ہمارے لئے مفید ہیں۔ اگر کوئی یہ ثابت کردے کہ ہندوؤں کو اپنے فوائد مد نظر نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے فوائد کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور انگریزوں کو محض اپنے فوائد مد نظر ہیں تو میں گورنمنٹ سے عدم تعاون کرنے والوں کی رائے درست مان لوں گا۔ مگر بات یہ ہے کہ ہر ایک کو اپنے اپنے فوائد مد نظر ہیں۔ ایسی صورت میں دیکھنا یہ چاہئے کہ کون سی قوم انصاف کے زیادہ قریب ہے اور کس سے ایسا سمجھوتا ہو سکتا ہے جس میں مسلمانوں کے فوائد زیادہ محفوظ ہو سکتے ہیں۔ میرے تجربہ کے لحاظ سے انگریزوں سے ہی ایسا سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ پس جب اسلامی فوائد اور مسلمانوں کے حقوق کا سوال ہو تو ہم گورنمنٹ سے سختی کے ساتھ مطالبہ کرتے ہیں مگر باوجود اس کے گورنمنٹ سے تعاون کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ مسلمانوں کا اسی میں فائدہ ہے۔ غرض مسلمانوں میں یہ اختلاف تو ہو سکتا ہے کہ کون سا طریق اسلام کے فائدہ کے لئے اختیار کیا جائے مگر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مسلمان کہلانے والوں کی کوئی جماعت اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گی۔ یہ تو میں مان سکتا ہوں کہ اس کے اختیار کردہ طریق سے نقصان پہنچ جائے۔ اور میں یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ عدم تعاون سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ مگر میں یہ نہیں مان سکتا کہ عدم تعاونیوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کے حقوق تباہ کرنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا تھا۔ غرض یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مسلمانوں کے دلوں میں احساس پیدا کر دیا ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی دشمن نہیں بلکہ خادم ہے۔ اس احساس کی وجہ سے وہ لوگ جو پہلے ملنا تک نہیں چاہتے تھے۔ جو بات کرنا پسند نہ کرتے تھے ان کا تعصب اور ضد دور ہو رہی ہے۔ انہوں نے ملنا جلنا شروع کر دیا ہے۔ بلکہ بعض تو اپنے معاملات میں احمدیوں سے مشورہ لینا ضروری سمجھ رہے ہیں۔ اس تغیر کو مد نظر رکھتے ہوئے جلسہ پر آنے کی تحریک کی جائے۔ اور جو لوگ آنے کے لئے تیار ہوں انہیں پوری ہمدردی سے لانا چاہئے۔ اس موقع پر سیاسی امور کے متعلق بھی مشورے ہو سکتے ہیں اور بتایا جا سکتا ہے کہ ہندوؤں سے کس طرح سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ اور کیونکر مسلمانوں کے مفاد محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور مذہبی طور پر بھی ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تحقیقات کرے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ احمدیت سچی ہے۔ مگر باوجود اس کے ہر مذہب کی کتابیں میں پڑھتا ہوں۔ دوسرے مذاہب کے لوگوں سے تبادلہ خیالات کرتا ہوں اور مجھے خوشی ہوتی ہے جب کسی مذہب کا کوئی ماہر مل جائے۔ اس قسم کی واقفیت علم کو وسیع کرتی ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ تحقیقات ضرور کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کا سینہ کھول

دے تو مان لیں۔ ورنہ کم از کم کئی غلط باتوں کی تردید اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہئے کہ ابھی سے اس تحریک کو شروع کردیں۔ جو لوگ آئیں گے وہ دنیوی معاملات میں بھی مشورے کرسکتے ہیں۔ ہماری جماعت کے حالات بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے کام کو بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ اور جو لوگ مذہبی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک سب سے زیادہ قابل قدر یہی چیز ہے۔ وہ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے اعمال اور عقائد کیا ہیں؟

ہمارے خلاف یہاں تک کہا جاتا ہے کہ احمدی نمازیں نہیں پڑھتے۔ اگر کوئی پڑھتا ہے تو دکھاوے کی نماز پڑھتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے احمدیوں کا قرآن کوئی اور ہے۔ جو لوگ یہاں آئیں گے وہ دیکھ سکیں گے کہ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ اور جب ان کی بدظنیاں دور ہو جائیں گی تو ان میں تعاون کا مادہ پیدا ہوگا۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ ابھی سے یہ تحریک شروع کردیں۔ اخباروں کو بھی چاہئے کہ یہ تحریک کرتے رہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ جہاں خدا تعالیٰ نے اس سال خصوصیت سے بہت لوگوں کے دلوں سے بدظنی کو دور کیا ہے وہاں جن کے دلوں میں حسد ہے وہ اپنی عداوت اور دشمنی میں اور زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اور وہ ایسی تدابیر کررہے ہیں کہ جن سے لوگوں کو قادیان آنے سے روکیں۔ اور ان کے دلوں میں ہمارے متعلق دشمنی پیدا کردیں۔ چنانچہ کل اور پرسوں سے متواتر اس قسم کے خطوط آرہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا وہ حصہ جو نام میں تو ہمارے ساتھ شریک ہے۔ لیکن دشمنی میں بعض اوقات آریوں اور عیسائیوں سے بھی بڑھ جاتا ہے اس فتنہ کو جو پچھلے دنوں اٹھا اندر ہی اندر پھیلا رہا ہے ان لوگوں کی غرض یہ ہے کہ منافرت پیدا کرکے ان لوگوں کو جنہیں اسلام کی خدمت کا کوئی احساس ہے ہم سے نفرت دلادیں۔ یہ بھی دراصل شیطان کا ایک حملہ ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے اور بھی ضروری ہے کہ لوگوں کو جلسہ پر آنے کی تحریک کی جائے۔ شیطان اپنا سارا زور لگا رہا ہے۔ چاہے وہ مسلمان کہلانے والوں کی صورت میں لگائے۔ چاہے غیر مسلم کہلانے والوں کی شکل میں۔ چاہے رعایا کی شکل میں۔ چاہے حکومت کی شکل میں۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس دھوکا میں آسکتے ہیں اور اس طرح روحانی زندگی سے محروم ہوسکتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں زندہ رکھنے کی کوشش کریں۔ اور ایسی لہر چلادیں جس کا آخری نتیجہ اتحاد ہو۔ جب لوگوں کے دلوں سے بغض اور عداوت دور ہو جائے گی تو پھر صداقت پھیل جائے گی۔ ہمیں یقین ہے کہ احمدیت سچائی اور صداقت ہے۔ دوسرے لوگ جو اپنے اپنے مذہب کو سچا سمجھتے ہیں۔ ان کو تسلی رکھنی چاہئے کہ جو سچائی ہوگی۔ وہی غالب رہے گی۔ اہل حدیث فرقہ کے

لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ اگر ان کا مذہب سچا ہے تو وہ غالب ہو جائے گا اسی طرح حنفی کہلانے والوں کو اگر یقین ہے کہ ان کا مذہب سچا ہے تو ان کو بھی یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اگر اتحاد ہوا تو سب حنفی ہو جائیں گے۔ اس لئے لوگوں کے دلوں سے بغض اور کینہ نکالنا سچائی کے لئے مفید ہی ہے مضر نہیں ہو سکتا۔ ہاں جو لوگ اپنے عقائد کو جھوٹا سمجھتے ہیں ان کو اپنے مذہب کے نابود ہو جانے کی فکر ہونی چاہئے۔ مگر میں انہیں نصیحت کروں گا کہ انہیں سچائی نظر آئے تو اسے قبول کرلیں۔ اور جان بوجھ کر غلط عقائد پر نہ اڑے رہیں۔ پس میں ایک طرف تو جماعت کے دوستوں اور سلسلہ کے اخباروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ لوگوں کو جلسہ پر آنے کی تحریک کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ آئیں۔ اور اپنے عمل سے خدا کے فضل کے وارث بنیں۔ تا خدا تعالیٰ دکھاوے کہ دشمنی اور کینہ رکھنے والے لوگ سلسلہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے دوسری بات ساتھ ہی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جتنے زیادہ آدمی جلسہ پر آئیں گے اتنا ہی خرچ زیادہ ہو گا۔ اس لئے قادیان کے لوگوں کو بھی اور باہر کے لوگوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جو لوگ جلسہ پر آئیں ان کے اخراجات کا انتظام کریں۔ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے کہ يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ وَيَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (تذکرہ صفحہ ۵۰) کہ دور دور سے تیرے پاس تحائف آئیں گے۔ اور دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ آنے والوں کو خدا تعالیٰ نے پیچھے رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ اس لئے رکھا ہے کہ مہمان کے لئے سامان پہلے مہیا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کا مصداق بنائے اور وہ سامان مہیا کرنے والے ہوں اور پھر يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کا نظارہ دیکھیں۔ جن لوگوں کا دل وسیع ہوتا ہے خدا تعالیٰ ان کو وسعت عطا کرتا ہے۔ ورنہ یوں تو جن کے پاس لاکھوں روپیہ ہو ان کو بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر تنگی محسوس ہوتی ہے۔ ان کا مال جتنا بڑھتا جاتا ہے اتنا ہی وہ جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کے وقت ایک شخص آپ کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی دعا کریں خدا تعالیٰ مجھے اتنا مال دے کہ میں زکوٰۃ دیا کروں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مال دیا۔ اور کئی لوگوں سے مال میں بڑھ گیا لیکن جب لوگ اس کے پاس زکوٰۃ لینے کے لئے گئے تو کہنے لگا ہماری تو اپنی ضروریات ہی پوری نہیں ہوتیں زکوٰۃ کہاں سے دیں۔ رسول کریم ﷺ نے اس سے زکوٰۃ لینے سے روک دیا۔ پھر بعد میں جب وہ زکوٰۃ دیتا تو خلفاء لینے سے انکار کر دیتے کہ رسول کریم ﷺ نے تم سے زکوٰۃ لینے سے منع کر دیا ہوا ہے۔

مال جمع کرنا منع نہیں لیکن جو خدا کے لئے جمع کرتا ہے وہ اس کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ بلکہ وہ خرچ کر کے خوشی اور بشاشت پاتا ہے۔ لیکن جو اپنے نفس کے لئے جمع کرتا ہے اس کے لئے خدا کی راہ میں کچھ دینا بہت دوبھر ہوتا ہے کھیتوں یا جنگلوں میں دیکھو ایک زمیندار یا گڈریا مُرلی لئے گا رہا ہوتا ہے۔ اور اتنا خوش اور بشاش نظر آتا ہے کہ گویا کسی ملک کا مالک ہے۔ مگر حالت یہ ہوتی ہے کہ سوائے ان کپڑوں کے جو اس کے بدن پر ہوتے ہیں اس کے گھر میں کچھ نہیں ہوتا۔ اور اسے یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ رات کو کیا کھاؤں گا۔ مگر اس کا دل خوش ہوتا ہے۔ تو اطمینان اور خوشی دل کی حالت پر منحصر ہے۔ اگر ایمان حاصل ہو تو پھر خدا کے لئے مالی قربانی سے کوئی دریغ نہیں کیا کرتا۔ لیکن اگر خدا کے لئے خرچ کرنے پر کسی کے دل میں ہچکچاہٹ پیدا ہوتی ہے تو یہ اس کے ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتی ہے۔ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں خصوصاً عورتیں جو کسی چھوٹے چندہ کی تحریک پر اپنا سب کچھ دے دیتی ہیں اور جب بڑے چندہ کا سوال آئے تو پھر کچھ نہیں دے سکتیں۔ جس قسم کا چندہ ہو اس کے مطابق اپنی حالت کے لحاظ سے حصہ لینا چاہئے مثلاً بیس ہزار کے لئے اگر تحریک ہو تو اور نسبت سے پچاس ہزار کے لئے ہو تو اور نسبت سے اور اگر بیس لاکھ کے لئے ہو تو اور نسبت سے دینا چاہئے۔ یعنی ہر تحریک کے مطابق اس میں حصہ لینا چاہئے۔ اگر پچاس آدمی ایسے مل جائیں اور میں جانتا ہوں کہ وقت آنے پر ایسے آدمی ضرور تیار ہو جائیں گے۔ جو پچاس پچاس ہزار کی جائدادیں دین کے لئے وقف کر دیں اور یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور موقع آیا کوئی اور سامان نہ ہوئے تو میں سمجھتا ہوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ ہیں جو ایسی تحریک پر خوشی سے آگے بڑھیں گے۔

اس وقت میں جلسہ سالانہ کے لئے تحریک کر رہا ہوں۔ جو یہ کہ اول تو احمدیوں کو خود آنے اور دوسروں کو لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دوسرے جلد سے جلد جلسہ کے اخراجات مہیا کرنے ضروری ہیں۔ جو زیادہ سے زیادہ ۱۰ / دسمبر تک مہیا ہو جانے چاہئیں۔ قادیان کے لوگوں کو خصوصیت سے اس میں حصہ لینا چاہئے۔ کیونکہ وہ دوہرے میزبان ہیں ایک احمدی ہونے کے لحاظ سے دوسرے قادیان میں رہنے کے لحاظ سے۔ کیا عجب ہے کہ اگر وہ اس نیکی کے کام میں حصہ لیں۔ تو خدا تعالیٰ بعض کے دلوں کو جو زنگ لگا ہوا ہے اسے دور کر دے۔ اور جو نفاق کا رنگ چڑھا ہوا ہے اسے اڑا دے۔

(الفضل ۲۵ / نومبر ۱۹۲۷ء)

[1] آل عمران: ۱۱۱ ؛ [2] تذکرہ صفحہ ۳۵۶ - ایڈیشن چہارم